www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حافظ سیف الرحمٰن صاحب
تلخیص و اضافہ: ادارہ

قسطِ اوّل

درسِ قرآن

وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ ۷۴)

ان منافقوں نے صرف اس بات کا انتقام لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس (اللہ) کے فضل سے انہیں غنی بنا دیا۔

تمہیدی گزارشات

چند روز قبل ایک مولوی صاحب نے مندرجہ بالا آیت کریمہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مالدار بنانا اللہ اور اس کے رسول دونوں کے اختیار میں ہے کیونکہ عربی قواعد کے مطابق جس طرح لفظ "اللہ" "اغنٰی" کا فاعل ہے اسی طرح "رسولہ" بھی، گویا غنیٰ اور فقر جس طرح اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں بھی ہے۔

شکم پروری کے چکر نے جہاں اس قسم کی تفسیروں کا دروازہ کھولا ہے وہاں اسی قسم کی مادہ پرستی نے ہر انسان کو اپنا رازق ہونے کا نظریہ دیا اور سب کچھ اسباب کو سمجھا جانے لگا جس سے سرمایہ دارانہ نظام پھلا پھولا ہے۔ پھر ردعمل کے طور پر اشتراکیت (سوشلزم) نے یہ اختیار، نام نہاد قوم بلکہ ریاست کے ہاتھ میں دے دیا۔ یعنی جب توحیدِ ربّانی (عقیدۂ رزاقیت رب العالمین) کو چھوڑ کر دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک سمجھا جانے لگا تو تان کہاں آکر ٹوٹی؟ (اعاذنا اللہ منہ)

جب انسان شرک میں مبتلا ہو جائے تو پھر کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا بلکہ ہر شجر و حجر کے آگے جھکنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات دوسری چیزوں میں بھی نظر آنے لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قرآن مجید میں زانی اور مشرک کو اکٹھا ذکر کر کے اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ (النور: ۳)

زانی (مرد) زانیہ یا مشرکہ عورت سے ہی نکاح کرتا ہے اور زانیہ عورت زانی یا مشرک مرد ہی سے نکاح کرتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں مشرک اور زانی کو اکٹھا ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح زنا کا عادی مرد یا عورت کبھی ایک بیوی یا خاوند پر قناعت نہیں کرتے اسی طرح مشرک کبھی ایک رب پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ جب خدا کو چھوڑ دیا تو کہیں کا بھی نہ رہا۔ میں اس آیت کی اصلی تفسیر کی طرف آنے سے پہلے توحید کی نزاکت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ان شاء اللہ وضاحت سے ذکر کروں گا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے؟

شرک کی مذمت

شرک ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ جب کسی کو لگ جائے تو اسے کسی کام کا نہیں چھوڑتا۔ زندگی کا سارا نقشہ بدل کر رکھ دیتا ہے جس طرح طبعی بیماریوں میں دل کا اختلاج سارے جسم کا نظام بگاڑ دیتا ہے اسی طرح شرک کا مرض تمام روحانی صحت کا قلع قمع کر دیتا ہے اور انسان کی ساری زندگی اضطراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو سب نیک اعمال کے ضائع ہو جانے کا موجب ٹھہرایا ہے۔ عام آدمی کا تو کیا ذکر، سید المرسلین امام المتقین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ (الزمر: ۶۵)

یعنی اگر آپ بھی شرک کا ارتکاب کر بیٹھیں تو آپ کے بھی سب اعمال ضائع ہو جائیں گے ———

اس لیے دیگر گناہوں کا مرتکب تو اپنے گناہوں کی سزا پا کر یا بخشش خداوندی سے بغیر سزا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہی کے عذابِ الٰہی سے نجات حاصل کر لے گا لیکن مشرک اگر بغیر توبہ کے مرگیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے اور اس کے سوا جو چاہیں معاف فرما دیں۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط

جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ (المائدہ: ۷۲)

ان آیات سے واضح ہے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر مذموم ہے جس کو وہ کسی حالت میں اور کسی کے لیے اجازت نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں توحید ہی اصلِ دین ہے اور ساری خرابیاں اسی توحید میں فرق آنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء نے ہر قسم کے معاشرہ میں اسی شرک کی خامیوں کو واضح فرمایا اور اسی توحید کی طرف سب سے پہلی دعوت دی۔

یہاں میں اتنی بات واضح کر دوں کہ توحید صرف یہ نہیں ہے کہ ظاہری عبادات میں کسی اور کو سجدہ نہ کیا جائے بلکہ انسانی زندگی کے کسی بھی قسم کے معاملہ میں اگر مقصود رضاءِ الٰہی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو چھوڑ کر صرف دوسروں کی اطاعت اور رضا طلبی ہو یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کو بھی حصہ دار بنایا جائے تو یہی کفر و شرک ہے۔ مجملاً یہی بات کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کے اقرار سے ہر مسلمان تسلیم کرتا ہے اور اسی پر کاربند رہنے کا اعلان کرتا ہے اور باقی سارا دین اس کی تفصیل ہے۔ وللتفصیل موضع آخر۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کی صحیح تعبیر

اب میں آیت مذکورہ بالا کی اصلی تفسیر بیان کرتا ہوں ——— ہمیں کسی آیت کا صحیح مفہوم جاننے کے لیے سب سے پہلے اس کا شانِ نزول دیکھنا چاہیے تاکہ اس مخصوص واقعہ سے اس کا مفہومِ اصلی واضح ہو جائے۔ پھر اسی سببِ نزول کی روشنی میں اس آیت کی دلالت یا حکم کسی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دوسرے موقع پر بھی چسپاں کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح آیات کا سیاق وسباق بھی آیت کا مفہوم سمجھنے میں مدد دیتا ہے کیونکہ آیات کی ترتیب بھی وحیِ الٰہی سے ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول جو معتبر تفاسیر میں ذکر ہے یہ ہے کہ منافقین زبانوں سے قسمیں کھا کھا کر نبیؐ اور اہلِ ایمان کو اپنی صداقتِ دینی کا اعتماد دلاتے تھے۔ لیکن اپنی خصوصی مجلسوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو برا بھلا کہتے تھے اور ان کے خلاف سازشیں کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ انہی سازشوں میں سے ایک وہ تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس ہوئے تو منافقین نے ایک تنگ گھاٹی سے گزرتے وقت آپ اور آپ کے صحابہ پر حملہ کا پروگرام بنایا چنانچہ یہ لوگ ایک جگہ چھپ کر اور اپنے چہروں کو چھپا کر بیٹھ گئے۔ جب صحابہ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت عمارؓ اور حذیفہؓ کو انہوں نے گھیر لیا۔ حضرت عمارؓ کو تو انہوں نے قابو کر لیا لیکن حضرت حذیفہ کی شجاعت کام آئی اور اس طرح سے یہ سازشش ناکام ہوگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سلسلہ میں بارہ آدمیوں سے پوچھ گچھ کی لیکن وہ حلف کے ساتھ انکار کر گئے[1] اس پر یہ آیت اتری:۔

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ
اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ۔۔۔۔۔۔ الاٰیۃ

یعنی منافقین اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے فلاں بات نہیں کہی۔ حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کے کلمات کہے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا اور ایسی سازشش تیار کی جس میں وہ ناکام ہوئے اور یہ (سب کچھ) انہوں نے اس بات کا انتقام لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے فضل سے (مال سے) انہیں غنی بنادیا۔

---

[1] ملاحظہ ہو مسند احمد، مسلم، طبرانی اور دلائل النبوۃ للبیہقی وغیرہ۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

منافقین کا مومنین سے اس قسم کا برتاؤ قرآن مجید کے کئی دیگر آیات سے بھی ثابت ہے لیکن اختصار کی غرض سے ہم ان کا ذکر ضروری نہیں سمجھتے۔

اس آیت میں مال دیکر غنی کرنے کا جو ذکر آیا ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عز بار کو اللہ کے دیئے ہوئے مال سے دے کر خوشحال بنایا کرتے تھے۔ جن میں سے بیشتر منافقین اور کمزور ایمان والے لوگ بھی ہوتے تھے۔

اسی سازش کا ایک خاص سرغنہ جلاس نامی ایک شخص (جو بعد میں بحمد اللہ پکا سچا مسلمان ہوگیا تھا) خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ممنونِ کرم تھا کہ آپ نے ایک بار اس کا ایک بڑا قرضہ آتار دیا تھا۔ اس بہت بڑے احسان کا بدلہ اس نے یہ دیا کہ نبیؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے خلاف سازش کی۔ اس پر یہ اللہ تعالیٰ نے طنز لطیف سے ان منافقین کی کمینہ فطرت کا بیان فرمایا۔ کہ انہوں نے یہ سازش کر کے گویا اس بات کا انتقام لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے انہیں خوشحال بنایا کیونکہ یہ مال اللہ تعالیٰ کا تھا اور تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اس لیے اَغْنٰی (غنی بنانے) کے مجموعی فعل کو دونوں کی طرف نسبت کیا۔ اس بات کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جسے آپ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے فرمایا تھا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ ——————

یعنی میں تو صرف تقسیم کنندہ ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں لفظ "مِنْ فَضْلِهِمَا" کی بجائے "مِنْ فَضْلِهٖ" آیا ہے کیونکہ یہ کام یعنی غنی بنانا صرف اللہ کا فضل ہے نہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ دونوں کا۔

حاصل یہ ہے کہ اس آیت کے شانِ نزول اور سیاق و سباق سے یہ بات واضح ہے کہ مالک رزاق صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ دوسروں کی طرف رزق وغیرہ کی نسبت ہمارے عادی معاملات کے اعتبار سے تو درست ہے جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف قاسم ہونے کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وجہ سے کی گئی ہے۔ لیکن رازق حقیقی یا غیر عادی لین دین کا مختار سمجھتے ہوئے کسی کی طرف اس کی نسبت درست نہیں بلکہ یہ شرک ہے۔

یہی چیز اب میں قرآن کریم کی دیگر آیات اور احادیثِ نبویہ سے پیش کر کے اس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہوں۔

خالق غنی ہے اور مخلوق محتاج

جب یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ مطلق خالق اللہ تعالیٰ ہیں اور کل کائنات مخلوق۔ جس میں کل انبیاء، شہداء، صالحین اور اولیاء اللہ حتیٰ کہ سب کے سردار نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اپنے وجود کے لیے اللہ کا محتاج اپنے رزق و بقا کے لیے بھی اسی کا محتاج ہے اور رہے گا تو یہ بات بڑی عجیب ہے کہ جو خود محتاج ہو وہ دوسروں کی محتاجی کیسے دور کرے گا!

یہی وجہ ہے کہ غنی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ (صفاتی ناموں) سے ہے اور اس معنی میں اس کا اطلاق کسی پر جائز نہیں حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی ناموں میں بھی غنی کا ذکر کہیں نہیں آیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○

اے انسانو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمید ہے (الفاطر: ۱۵)

دوسری جگہ فرمایا۔

وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ　　اللہ ہی غنی ہے اور تم محتاج (محمد: ۳۸)

دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ غنی صرف اللہ تعالیٰ ہیں باقی سب محتاج۔ نیز کسی کا خالق و رازق ہونا آپس میں لازم و ملزوم ہے۔ جو خالق ہوگا وہی رازق ہوگا اور جو رازق ہوگا وہی خالق۔ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کے تو کفار بھی قائل تھے لیکن رزق کی نسبت وہ دوسروں کی طرف بھی کرتے تھے جس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (الفاطر: ۳)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو زمین و آسمان سے تمہیں رزق دے ؟
یعنی خالق وہی ہو سکتا ہے جو رازق ہو۔ اور جب اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں تو کوئی رازق کیسے ہو سکتا ہے ؟

انبیاء بھی اللہ کے محتاج ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ جلیل القدر انبیاء کی محتاجی کا ذکر کیا ہے جن میں سے بعض جگہ ان کا اپنا اقرار بھی نقل فرمایا ہے۔ بطور نمونہ مشتے از خروارے چند انبیاء کا ذکر ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے رزاقیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○ (الشعراء: ۷۹)

وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ——— یعنی کھانے پینے کے معاملہ میں وہ اللہ ہی کے محتاج تھے ———

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب کی بکریوں کو پانی پلاتے ہیں اور تھک کر ایک درخت کے سایہ میں آرام کے لیے بیٹھ جاتے ہیں تو بھوک پیاس سے نڈھال ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں :-

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○ (القصص: ۲۴)

اے میرے پروردگار! جو خیر تو میرے لیے اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی بات کے قائل تھے کہ مال و دولت اللہ کی طرف سے ہے اور باقی سب محتاج ہیں اسی لیے جب ملکۂ سبا (بلقیس) نے انہیں تحائف سے مرہونِ منت کرنا چاہا تو آپ نے وہ سب کچھ یہ کہہ کر واپس کر دیا۔

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ (النمل: ۳۶)

تم میری مالی امداد کے خواہاں ہو۔ جب کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر دیا ہے، جو اس نے تمہیں دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس میں اپنی محتاجی کے ساتھ ان کی محتاجی کا بھی ذکر کر دیا اور فرمایا "مجھے دینے والا بھی وہی ہے اور تمہیں دینے والا بھی وہی۔

۴۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے مائدہ (دسترخوان) کا سوال کرتے ہوئے کہا:

هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

کیا تیرا رب ہمارے لیے آسمان سے دسترخوان اتار سکتا ہے؟ (المائدہ: ۱۱۲)

تو آپ نے جواب میں فرمایا:

اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ○ (ایضاً)

ایسی بات کہتے ہوئے ڈرو، اگر تم میں ایمان ہے۔

پھر جب انہوں نے اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی اور کہا:

اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ [1]

اے اللہ! ہم پر اپنے پاس دسترخوان اتار دے۔

یعنی خود مانگا تو اللہ سے مانگا لیکن جب شروع میں حواریوں نے ان سے ایک غیر عادی چیز کا مطالبہ کیا تو انہیں ڈرایا کہ اس قسم کی چیزوں کے مطالبے اس لیے نہ کرو کہ اس کے بغیر تمہیں اللہ تعالیٰ کی رزاقیت و مالکیت کا اقرار نہیں۔

سابقہ انبیاء کی اس تعلیم و کردار کا ذکر قرآن کریم میں اس کثرت سے ملتا ہے کہ اس سے سینکڑوں صفحات پر مشتمل کتب تیار کی جا سکتی ہیں۔ لیکن یہاں احاطہ مقصود نہیں۔ اس لیے انہی چند ایک مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

باقی آئندہ

[1] المائدہ: ۱۱۴، پ ۷

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ